

## ادب سیاست الملوک کا منہج اور سیاست الشرعیہ میں اس کی حیثیت: ایک تحقیقی جائزہ

\* ڈاکٹر محمد ضیاء الحق

اسلامی ثقافت میں ”السیاسة الشرعیة“ کے موضوع پر متعدد انواع کی کتابیں ملتی ہیں۔ ان میں سے کچھ کتابیں فقہی اسلوب پر تحریر کی گئی ہیں اور کچھ کتابیں سیاسی اسلوب پر ترتیب دی گئی ہیں۔ فقہی اسلوب پر لکھی گئی کتابیں قانونی اور فقہی راہنمائی کی غرض سے تحریر کی گئیں۔ جب کہ سیاست الملوک پر سیاسی انداز سے لکھی گئی کتابوں کا مقصد امراء، ملوک اور حکام کو سیاسی امور میں راہنمائی فراہم کرنا تھا۔

سیاسة الملوک کے موضوع پر کتابیں تحریر کرنے والوں میں زیادہ تر خلفاء، سلاطین اور امراء کے مشیر شامل رہے۔ یہ کتابیں اتہدائی طور پر خلفاء و سلاطین کو دیئے گئے مشورے تھے جنہیں پھر الگ سے مدون کر دیا گیا۔ ”السیاسة الشرعیة“ پر لکھی گئی کتابوں کے برعکس ”سیاسة الملوک“ پر لکھی گئی کتابیں یا تو خلفاء و امراء کے حکم سے مرتب کی گئیں یا پھر اس کی تحریک ان کی طرف سے ہوئی۔ اسلامی ثقافت میں ”سیاسة الملوک“ پر تحریر کی گئی کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اس ذخیرہ میں سے کئی نادر موتی تحقیق و تہذیب کے بعد منظر عام پر آچکے ہیں انہی میں سے چند اہم کتب کا تعارف اور ان کے منہج کا تجزیہ اس مقالہ میں پیش کیا گیا ہے۔

### اسلامی سیاسی تاریخ میں ”سیاسة الملوک“ کی اہمیت

مسلمانوں کے ہاں سیاسی ارتقاء اور انتظامی ترقی کا مطالعہ ”سیاسة الملوک“ پر مشتمل کتابوں کے مطالعہ کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ کتابیں نہ صرف سیاسی امور سے متعلق اسلامی فکر کو واضح کرتی ہیں بلکہ مسلمانوں کی سیاست پر غیر مسلموں کے اثرات کو بھی ظاہر کرتی ہیں۔ وحی پر مبنی قرآن و سنت اور فقہ سے متعلقہ علوم کے برعکس

\* پروفیسر، اسلامک لاء۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

مسلمانوں نے سیاسی معاملات میں غیر مسلم علماء کے افکار سے استفادہ کیا۔ سیاہ الملوک پر لکھی گئی کتابوں میں مسائل سیاست کا حل قرآن و سنت اور اسلامی فکر سے تلاش کرنے کی ترجیحاً کوشش کی گئی ہے۔ اس کے بعد غیر مسلم سیاسی حکماء اور علماء کی آراء کو بھی نقل کی گیا نیز غیر مسلم حکمرانوں کی نظیریں بھی بیان کی گئیں تاکہ مسلمان خلفاء اور حکمران زیادہ جامع تدبیر کے ذریعے سیاسی امور سے متعلق فیصلے کر سکیں۔ ادب سیاہ الملوک، اسلامی سیاسی، قانونی اور سماجی اداروں کے ارتقاء کے مطالعہ کا ایک اہم مصدر ہے اس کے مطالعہ کے بغیر اسلامی سیاسی تاریخ کا درست تجزیہ ممکن ہے اور نہ ہی موجودہ حالات میں اسلامی اہداف کے حصول کے لیے سیاسی تنظیم و اصلاحات کا کوئی امکان ہے۔ (۱)

### اسلامی سیاسی ادب کا ارتقاء

خلافت راشدہ کے خاتمے کے بعد اموی خلافت کا آغاز ہوا۔ اموی خلافت میں اسلامی ریاست کی حیثیت ایک متحد سیاسی یونٹ کی نہ تھی بلکہ اس میں کئی سیاسی گروہ اور احزاب شامل تھے جن کی سیاسی سوچ نہ صرف ایک دوسرے سے مختلف بلکہ بعض اوقات ایک دوسرے سے متضاد بھی تھی۔ اسی دور کے سیاسی تنازعات نے ادب سیاست کی تصویر و ترویج میں اپنا کردار ادا کیا۔ جاہلی دور کے سیاسی ادب میں جو چیزیں شامل تھیں وہ بھی اموی دور کے سیاسی ادب کا حصہ بن گئیں۔ چنانچہ اس دور میں سیاسی ادب شعر، خطبات اور حواری صورت میں مدون ہوا اس ادب کی نشاۃ میں حصہ لینے والوں نے اپنے اپنے ممدوح کی سیاسی برتری کے ہدف کو مد نظر رکھا۔ اموی دور کا سیاسی ادب اس دور کی سیاسی تصویر ہے۔ (۲)

علوم اسلامیہ کی تدوین کے حوالہ سے عباسی دور بڑا اہم ہے اس دور میں حدیث اور فقہ کے معروف مجموعات مدون ہوئے حدیث کی کتابوں میں محدثین نے سیاست اور امور سلطنت سے متعلقہ احادیث کو کتاب الامارۃ کے تحت جمع کر دیا جبکہ فقہ کی کتابوں میں الأحکام السلطانیۃ کے عنوان کے تحت سیاسی امور اور ریاستی اداروں کے متعلق فقہاء کی آراء کو مدون کر دیا گیا۔ حدیث اور فقہ کی بنیاد قرآن و سنت ہے اس لیے حدیث و فقہ کی تدوین میں قرآن و سنت کے علاوہ دوسرے مصادر سے نہ تو استشہاد کیا گیا اور نہ ہی ان پر اعتماد کیا گیا۔ اسلامی احکام سیاست کی بنیاد تو قرآن و سنت ہی ہے لیکن اس میں دوسری تہذیبوں اور ثقافتوں سے اخذ و استنباط کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ مسلمانوں نے دینی علوم کی بنیاد وحی پر رکھی اور ان علوم میں کسی دوسری تہذیب سے نہ کچھ اخذ کیا اور نہ ہی کسی دوسری

تہذیب کا کوئی اثر قبول کیا۔ جبکہ دینی علوم کے برعکس سماجی اور سائنسی علوم میں مسلمانوں نے دوسری تہذیبوں سے اخذ کیا چنانچہ قبل از اسلام کی ایرانی، عربی، ہندی، رومی اور یونانی تہذیبوں سے سماجی اور سائنسی علوم میں استفادہ کرتے ہوئے مسلمانوں نے نہ صرف ان تہذیبوں کے خصائص کو اسلامی تہذیب میں سمودیا بلکہ اس کو مزید بہتر، ترقی یافتہ اور فاسد عناصر سے پاک کر کے جدید دور کی تہذیبی ترقی میں حصہ بھی ڈالا۔ (۳) جن علوم میں مسلمانوں نے دوسری تہذیبوں سے اخذ کیا اس کا اظہار بھی کیا اور مصادر استنباط کی واضح نشاندہی بھی کی (۴)

سماجی اور سائنسی علوم کی طرح علوم سیاسیہ میں بھی مسلمان علماء نے دوسری تہذیبوں سے استفادہ کیا۔ قرآن و سنت کی بنیاد پر مدون شدہ حدیث و فقہ میں تو دوسری تہذیبوں کے افکار کو شامل نہیں کیا جاسکتا تھا لیکن سیاسیہ الملوک کی کتابوں میں غیر مسلم تہذیبوں سے ایسا استفادہ واضح طور پر موجود ہے جو بنیادی اسلامی اصولوں کے منافی نہیں ہے اور غالباً یہی وہ غرض و غایت ہے جس کی بنیاد پر سیاسیہ الملوک کی کتابیں الاحکام السلطانیہ سے الگ منبج پر مدون کی گئیں۔ (۵)

سیاسیہ الملوک سے متعلقہ ادب کی تدوین تیسری صدی ہجری میں شروع ہوئی اور بارہویں صدی ہجری تک یہ سلسلہ جاری رہا مسلمان حکمرانوں نے امور ریاست و سیاست کو بہتر انداز سے چلانے کے لیے سیاسی ادب کی حوصلہ افزائی کی چنانچہ اس ادب میں شامل بہت سی کتابیں نہ صرف خلفاء اور ملوک کے حکم پر تحریر کی گئی۔ بلکہ نثرن سیاست میں ماہر علماء کو مناصب سیاست پر بھی فائز کیا گیا تاکہ اہل لوگ سیاسی امور سرانجام دیں۔ (۶)

سیاسیہ ملوک کی کتابوں سے متعلق ابتدائی تحریک کے بارے میں روایت ہے کہ خلیفہ مامون بن ہارون الرشید (۷) کے پاس یونانی زبان میں تحریر شدہ کتاب ”کتاب السياسة فی تدبیر الرئاسة و ضبط احوال المملكة السلطانیة“ پیش کی گئی۔ یہ کتاب فلسفی ارسطو نے بادشاہ اسکندر ذوالقرنین کے لیے تحریر کی تھی۔ مامون کو اس کتاب کا موضوع پسند آیا چنانچہ یحییٰ بن ماسویہ اور (۸) احمد حنین بن اسحاق (۹) کے ذمے اس کتاب کو عربی میں منتقل کرنے کا کام سونپا گیا۔ جب اس کتاب کا عربی ترجمہ خلیفہ کو پیش کیا گیا تو اسے یہ پسند آیا کیونکہ اس کی محتویات میں ایسے امور شامل تھے جن کا تعلق امور مملکت اور سیاست سے تھا۔ خلیفہ نے دونوں مترجمین کو ایک ہزار سونے کے دینار عطا کیے اور انہیں مملکت کے رہی مترجمین میں شامل کر دیا۔ (۱۰)

اس طرح سیاست الملوک پر منفرد کتب لکھنے کا آغاز ہوا۔ اس موضوع پر جو اہم کتابیں تحریر کی گئیں ہیں ان کتابوں میں اہم دستیاب کتب کا تعارف اور ان کے منج کا مطالعہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

## ① کتاب مفید العلوم ومبید الہوموم

یہ کتاب جمال الدین ابوبکر الخوارزمی کی تحریر کردہ ہے، حسین شرف نے المطبعة الشرفیة کے تحت ۱۹۰۹ء میں اسے شائع کیا اس کتاب کے مقدمہ میں مصنف نے دین اسلام کی اہمیت و برتری اور مسلمانوں کے لیے ایک صالح حکومت کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ علامہ الخوارزمی نے دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کیا ہے اور انسانی زندگی کے عروج و زوال کو واضح کیا ہے۔ اپنی کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے مصنف تحریر کرتے ہیں:

”ويعرف به قواعد الشرع وقانون الممالك ونصرة المذهب ورد  
الخصم وتذكرة الآخرة وقاعدة العدل وعاقبة الامور ونزير العدو  
الى غير ذلك وانفقت فيه شطراً من صالح عمرى وسميته مفيد العلوم  
ومبید الہوموم ورتبته على اثنين وثلاثين كتاباً (۱۱)

”یہ کتاب شریعت کے بنیادی اصول، ریاست کے قانون، دین و مذہب کی حفاظت و حمایت کے رموز اور اور عقائد و احکام دینیہ پر معترضین کے اعتراضات اور ان کے جوابات پر مشتمل ہے، نیز اس میں امور آخرت، عدل و انصاف کے قیام، معاملات کے نتائج اور دشمن کے مقابلہ کی تیاری کی اہمیت وغیرہ سے بھی بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کی تالیف میں میں نے اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ صرف کیا ہے۔ اور اس کتاب کا نام مفید العلوم ومبید الہوموم رکھا ہے اور اسے ۱۳۲۱ء میں تقسیم کیا ہے۔“

جیسا کہ مصنف نے ذکر کیا ہے یہ کتاب ۱۳۲۱ء میں منقسم ہے ہر جڑ جسے مصنف نے کتاب کہا ہے متعدد ابواب میں منقسم ہے۔ اس کتاب کے اہم موضوعات میں مبادیات دین و رسالت اور عقل کا تعلق، ملوک کے خزانے، مملکت کے مختلف علاقوں مملکت کی زمین کی صورت حال اور مملکت کے مختلف علاقوں میں سے بہترین علاقوں کے موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ (۱۲)

اس کتاب کا ایک اہم جزء ”السلطان“ ہے اس جزء کو بیس ضمنی ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان ابواب میں فرد کے لیے سلطان کی اہمیت، سلطان کی فضیلت، سلطان کے لیے موجود خطرات، سلطان کے لیے مطلوبہ صفات، سلطان کے وزراء و مشیروں کے اوصاف، سلطان کے فرائض، سلطان کے لیے عدل کی اہمیت، سلطان پر ظلم میں انتباہ، عقود رگزر کی سلطان کے لیے اہمیت، سلطان کے محل و قصور اور ان کے آداب وغیرہ جیسے موضوعات کو شامل کیا گیا ہے۔ (۱۳)

کتاب السلطان کے اخروی ابواب میں سلطان کی معزولی و وزراء، باغیوں اور کافروں کے ساتھ سلطان کے سلوک سے متعلق ہدایات کو شامل کیا گیا ہے۔ (۱۴) کتاب السلطان کے بعد کتاب اسرار الوزارۃ ہے۔ اس کتاب میں ۱۱۴ ابواب ہیں ان ابواب میں وزارت کی فضیلت، وزارت کی شرائط، مملکت کے لیے وزارت کی اہمیت اور وزراء کے فرائض جیسے امور کو شامل کیا گیا ہے۔ (۱۵) تاریخی واقعات ملوک سابقہ کے احوال، حکومتی امور سے متعلقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے تعامل کو بھی اس کتاب کے مضامین میں جگہ دی گئی ہے۔ کتاب میں اسلوب جنگ اور اس سے متعلقہ موضوعات بھی شامل ہیں۔ (۱۶)

اس کتاب کا اسلوب ادبی ہے مصنف کبھی تو براہ راست قاری سے مخاطب ہوتا ہے اور کبھی بیانیہ اسلوب میں واقعات بیان کر کے قاری کو نتائج اخذ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ ابو بکر الخوارزمی نے اس کتاب کے لیے مواد کا استشہاد قرآن و سنت سے کیا ہے۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ کہیں کہیں پر یونانی اور رومی مثالیں اور واقعات بھی موجود ہیں اس کتاب کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف نے اس کتاب کی تحریر میں قبل از اسلام کے سیاسی ادب کو بھی مد نظر رکھا۔ کتاب کے مضامین سے محسوس ہوتا ہے کہ مصنف کا مقصد امور مملکت کی انجام دہی میں رؤساء اور وزراء کی معاونت اور راہنمائی کرنا ہے کہ یہ کتاب اسلامی سیاسی ادب میں ایک اہم مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔

## ② الإمامة والسياسة المعروف بتاريخ الخلفاء

### للإمام أبي عبد الله بن مسلم ابن قتيبة الدينوري

عبد الله بن مسلم بن قتيبة (١٤) ان علماء میں سے ہیں جو کئی فنون کے ماہر ہیں۔ ابن قتيبة کی تفسیر، حدیث، تاریخ عربی زبان اور نحو میں تحریر کی گئی کئی کتابیں ہیں۔ الامامة والسياسة اسلامی تاریخ کے عظیم الشان دور کا عکس ہے۔ اس کتاب میں ان بڑے بڑے سیاسی حوادث کا ذکر ہے جن میں مسلمانوں نے عقل و شعور کے استعمال سے ایسے نتائج حاصل کئے جو مسلمانوں کے لیے مفید ثابت ہوئے۔ یہ کتاب امور مملکت کی مہارت اور سیاسی تدابیر کا مجموعہ ہے۔ جو محقق مسلمانوں کی ابتدائی سیاسی تاریخ اور بعد کے خلفاء کی سیاسی ترجیحات کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے یہ کتاب اس کے لیے ناگزیر مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔

الإمامة والسياسة کے مقدمہ میں مصنف نے خلافت کے آغاز اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے واقعات کی تفصیل بیان کی ہیں اور ساتھ ہی وہ دلائل پیش کیے ہیں جن کی بنیاد پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بطور خلیفہ الرسول انتخاب کیا گیا ہے۔ (۱۸) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اہم واقعات کے بعد مسلم بن قتيبة نے حضرت عمر کی خلافت، آپ کی شہادت اور آپ کی طرف سے شوری کی تقرری کے واقعات کو بیان کیا ہے۔ (۱۹) اس کے بعد حضرت عثمان، حضرت علی کی خلافت کے اہم واقعات، اموی خلافت کے آغاز اور اموی خلفاء کے اہم مراسلات وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

الإمامة والسياسة کی پہلی جلد میں صدر الاسلام کی سیاسی صورت حال کی مجموعی تصویر کشی کی گئی ہے۔ اس کتاب کی دوسری جلد میں بھی اموی اور پھر عباسی خلافت کے سیاسی واقعات اور امور کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ کتاب کی آخری بحث المأمون کے خلافت سنبھالنے کے واقعات تک ہے۔

الإمامة والسياسة کا اسلوب سیاسی واقعاتی اور تاریخی ہے۔ پہلی دو صدیوں کی یہ سیاسی تاریخ اہم واقعات کی تفصیل سے بھری ہوئی ہے۔ مصنف نے واقعات کو مختلف روایات سے اخذ کیا ہے۔ روایات کا ذکر کرتے ہوئے وہ اسناد بھی بیان کرتے ہیں۔ ہر واقعہ یا حادثہ کو بیان کرنے سے پہلے اس کا عنوان بناتے ہیں۔ الإمامة والسياسة کو سياسة الملوك کی کئی دوسری کتابوں کے برعکس ابواب اور کتب میں تقسیم نہیں کیا گیا ہے

بلکہ ہر موضوع سے متعلق الگ عنوان قائم کر دیا گیا ہے۔ اگرچہ مصنف نے اسناد کا التزام کیا ہے لیکن بعض جگہوں پر وہ راویوں کا ذکر کرنے کی بجائے صرف یہ کہہ دیتے ہیں کہ ”وذاکروا، جس جگہ مصنف کو مکمل اسناد ملتی ہیں خاص طور پر خلفاء راشدین کے دور کے واقعات میں ان اسناد کا ذکر ضرور موجود ہے۔ ابتدائی دو صدیوں کی سیاسی تاریخ کے حوالے سے اس کتاب کی حیثیت ایک اہم مصدر کی ہے۔

### ③ رسوم دار الخلافہ از للإمام أبی الحسن ہلال بن محسن

”رسوم دار الخلافة ہلال بن محسن“ کی تالیف ہے۔ ہلال بن محسن ابتدائی طور پر صابی تھے بعد میں مسلمان ہو گئے۔ ہلال بن محسن نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور مسلمان ہو گئے۔ ان کے دادا قرآن پاک کے حافظ تھے لیکن مسلمان نہیں ہوئے۔ اس کتاب کے نسخے ۴۵۵ھ میں تیار کیے گئے۔ ہلال بن محسن کی اہم کتب میں، التاريخ، کتاب الوزراء، الرسائل، کتاب اخبار بغداد کتاب الکتب اور کتاب السياسة شامل ہیں۔ زیر بحث کتاب رسوم دار الخلافہ کو Elie A. Salem کی تحقیق سے "Labanese Commission for the Translation of Great works Beirut" کی طرف سے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا گیا۔

کتاب کے ابتدائی صفحات میں مصنف نے عباسی خلافت کی تعریف و توصیف کی ہے۔ اس حصہ میں ہلال نے اپنی زبان دانی کی تمام مہارت کو عباسی خلافت کے ساتھ اپنی عقیدت کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ اس کے بعد دالے حصہ میں ہلال نے دار الخلافہ کی رسم و رواج کے بیان کا آغاز کیا ہے۔ مصنف اپنے ہم عصر مصنفین کے برعکس اپنی کتاب کو ابواب و فصول کے عنوانات میں تقسیم نہیں کیا تاہم کتاب کے ہر جزء کے پہلے جملے میں زیر بحث موضوعات کی نشاندہی ضرور کی ہے۔ کتاب کے محقق نے انگریزی میں ترجمہ کرتے ہوئے۔ ابواب کا اضافہ کر دیا ہے۔

اس کتاب میں مصنف نے خلفاء کے حضور گفتگو اور ان کے ہمراہ سواری کے آداب بیان کیے ہیں۔ نیز اس نے کوشش کی ہے کہ دار الخلافہ العباسیہ کے دربار کی تمام رسوم، قواعد و ضوابط اور پروٹوکول کو اس کتاب میں مدون کر دے۔

بلال نے یہ کتاب القائم بامر اللہ (۳۲۳ھ-۳۶۸ھ) کے دور میں تحریر کی تاہم اس نے کوشش کی ہے کہ ابتدائی عباسی دور کے خلفاء کے دور کے قواعد و ضوابط بھی درج کر دے۔ چنانچہ اس کتاب میں مامون الرشید (۷۰ھ-۱۹۴ھ) اور امین (۱۹۴ھ-۱۹۸ھ) کے دور سے لے کر القائم کے دور تک دربار کے قواعد و ضوابط ملتے ہیں۔ رسوم دار الخلافہ ۲۰۳ صفحات پر مشتمل کتاب ہے۔ اس کا اسلوب اور زبان منفرد اور واضح ہے۔ اگرچہ یہ کتاب بیانیہ انداز میں تحریر کی گئی ہے لیکن یہ ایک تکنیکی کتاب ہے۔ صاحب کتاب منطقی اور تاریخی اسلوب سے واقعات کو بیان کرنے کی بجائے۔ اس دور کے آداب اور اخلاق کو واضح کرنے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ کتاب خلفاء بنو عباس کی ذاتی زندگی کے قریبی گوشوں سے آگاہ کرتی ہے۔ اس کتاب کا شمار بنو عباس کے دور کے حقائق سے آگاہی کے اہم ماخذوں میں کیا جاتا ہے۔ (۲۰)

#### ④ رسل الملوک ومن يصلح للرسالة والسفارة للإمام أبو علی الحسین بن محمد المعروف بابن الفراء.

اس کتاب کے مصنف کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ کتاب کے محقق صلاح الدین المنجد نے اس کتاب کا مخطوطہ مرحوم احمد زکی پاشا کے مجموعہ مخطوطات سے دارالکتب المصریة کے ذریعے حاصل کیا (۲۱) انہوں نے مقدمہ تحقیق میں کتاب کے مصنف کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے اور کتاب کے اسلوب کی بناء پر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس کتاب کے مؤلف کا تعلق چوتھی صدی ہجری کے آخر یا پانچویں صدی ہجری کے اوائل سے ہے۔ ابن الفراء اور اس سے ملتے جلتے ناموں کی تفصیل کا ذکر کرنے کے بعد محقق صلاح الدین المنجد کا خیال ہے کہ اس کتاب کے مؤلف الحسین بن محمد اکاتب القرطبی ہیں کیونکہ یہی وہ نام ہے جو مخطوطہ پر مکتوب مصنف کے نام کے قریب ترین ہے۔ مزید یہ کہ سفارت کاری اور اس سے متعلق مواد کو اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے اور جس دور میں یہ کتاب تحریر ہوئی وہ دورانِ ندلس کی سفارت کاری کے عروج کا دور تھا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ابن الفراء القرطبی ہی اس کتاب کے مؤلف ہیں۔ (۲۲)

یہ کتاب ۲ جلدوں میں ہے پہلی جلد ابن الفراء کی تحریر ہے جبکہ دوسری جلد فصول فی الدبلوماسية والرسول فی بلاد المغرب صلاح الدین المنجد کی تصنیف ہے ابن الفراء نے اس کتاب کو اکیس ابواب



میں تقسیم کیا ہے۔ ان ابواب میں مصنف نے جن موضوعات سے متعلق مواد فراہم کیا ہے اس کا ایک خلاصہ مقدمہ میں پیش کیا گیا ہے۔ چنانچہ ابن الفراء زیر بحث کتاب کے موضوعات کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں۔

سألتني- أيدك الله- أن ابين لك فضل الرسل ومن يصلح للرسالة والسفارة ومن أمر من الملوك الأوائل ، والحكماء الأفاضل ، بإرسال رسول، ومن نهى عن ذلك، وكيف تكون صفة الرسول، وما ينبغي لمن أرسل لملك إذا كان منازلاً لملك أن يعمل في الاحتياط لنفسه، ولمن أرسله ، ومن حمد على قديم الوقت من الرسل ومن ذم، وما قالت الحكماء والبلغاء والشعراء في ذلك (۲۳)

”اللہ تعالیٰ آپ کی تائید فرمائے آپ نے مجھ سے دریافت کیا ہے کہ میں آپ کے لیے سفراء کی اہمیت کی وضاحت کروں۔ نیز اس بات کی نشاندہی کروں کہ کون سفارت کاری کے لیے مناسب ہے۔ بادشاہوں، دانائوں اور تجربہ کار افراد نے کن لوگوں کو سفارت کاری کے لیے منتخب کیا اور کن لوگوں کو اس سے منع کیا۔ نیز سفیر کی کیا صفات ہیں۔ سفیر جس کے ذمے بادشاہ نے اہم مہم لگائی ہے اس کو اپنی ذات کے بارے میں کیا احتیاط کرنی چاہیے۔ زمانہ قدیم سے کن سفراء کی تعریف کی گئی اور کن کی مذمت کی گئی۔ اہل دانش، شعراء اور ماہرین لغت نے سفارت کاری اور سفر کے بارے میں کیا کہا ہے۔“

جن موضوعات کا ابن الفراء نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں ذکر کیا انہی کو انہوں نے اپنی کتاب کے اکیس ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ ابتدائی تین ابواب میں اللہ تعالیٰ کے رسل اور انبیاء اور ان کے احترام کا ذکر کیا گیا ہے۔ نیز سفراء رسول ﷺ کا تعارف کروایا گیا ہے (۲۴) چوتھے باب سے ساتویں باب تک سفراء کی صفات کو زیر بحث لایا گیا ہے (۲۵) آٹھویں باب سے دسویں باب تک سفراء کی ذمہ داریوں اور ان کو فرائض کی انجام دہی کے طریقوں سے آگاہ کیا گیا ہے۔ گیارہویں باب سے چودھویں باب میں بادشاہوں اور ملوک کو سفراء سے تعامل کرتے ہوئے احتیاطی تدابیر سے آگاہ کیا گیا ہے۔ پندرھویں باب میں قبل از اسلام کے جاہلی دور کے سفارت کاری کے نظام کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ جبکہ آخری ابواب سفارت کاری کے اداب سے متعلق ہیں۔ (۲۸)

یہ کتاب اپنی ہم عصر کتب میں اپنے منفرد اسلوب کی بناء پر ممتاز ہے۔ قرون وسطیٰ کی سیاست الملوک کی کتب میں تمام اہم سیاسی موضوعات زیر بحث لائے جاتے ہیں جبکہ اس کتاب میں صرف سفارت کاری اور بادشاہوں کے سفراء سے متعلق امور ہی شامل کیے گئے ہیں۔ کتاب کا موضوع نادر ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے ایسے امور کو شامل کیا ہے جن کو آج کل کے بین الاقوامی قانون میں زیر بحث لایا جاتا ہے۔ اس کتاب کو ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت بھی حاصل ہے کیونکہ اس کتاب میں عصر عباسی کی اہم سفارتی مہمات کی تفصیلات بھی موجود ہیں۔ اس کتاب میں بعض نایاب کتب سے مواد حاصل کیا گیا ہے۔ ارسطو نے اسکندر کے لیے کتاب السياسة العامة تحریر کی۔ اس کتاب سے بھی مواد زیر بحث کتاب میں شامل ہے۔ مصنف نے یونانیوں کے علاوہ ہندوستانی اور ایرانی تہذیبوں سے بھی اپنی کتاب کے لیے مواد حاصل کیا ہے۔ سیاسی ادب میں سفارت کاری سے متعلق یہ کتاب ایک اہم مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔ (۲۷)

## 5 أدب الوزير المعروف بقوانين الوزارة وسياسة الملوك للماوردی

قاضی القضاة أبو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی ۴۵۰ھ میں فوت ہوئے ان کا تعلق بصرہ سے تھا۔ الأحكام السلطانية کے اعتبار سے معروف ہوئے ان کی مشہور تصانیف میں کتاب الحاوی فی الفقه، ادب الدنيا والدين وغیرہ معروف ہیں۔ زیر بحث کتاب ادب الوزير بھی الماوردی کی تصنیف ہے۔ الماوردی کا انتقال بغداد میں ہوا اور وہیں پرانے سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔ (۲۸)

الماوردی کی یہ نادر تصنیف مکتبہ الخانجی نے ۱۹۲۹ء میں شائع کی اس کتاب میں الماوردی نے الأحكام السلطانية کی طرح فن السياسة اور تدبیر مملکت سے متعلق مواد کو جمع کیا ہے۔ الأحكام السلطانية کے برعکس اس رسالہ میں الماوردی نے وزراء اور ان سے متعلق امور سے متعلق ہی گفتگو کی ہے۔ الأحكام السلطانية طویل عرصے سے طبع ہو رہی ہے لیکن وزراء سے متعلق یہ رسالہ جسے ناشر نے ادب الوزير کا نام دیا ہے پہلی مرتبہ ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا۔

یہ کتاب الماوردی سے مروی ہے۔ اس کتاب کو فصول اور مطالب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ کتاب کا آغاز مصنف کے طویل مقدمہ سے ہوتا ہے۔ اس مقدمہ میں الماوردی وزیر سے مخاطب ہو کر اسے اس کے منصب کی اہمیت اور حساسیت سے آگاہ کرتے ہیں۔ چنانچہ الماوردی وزیر کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

”واعلم أيها الوزير انك مباشر لتدبير ملك له أس - هو الدين المشروع  
ونظام هو الحق المتبوع - وقد قيل : منازع الحق مخصوم- فاجعل  
الدين قائدك والحق رائدك يذل لك كل صعب، ويتسهل عليك كل  
خطب لان للدين أنصار، وللحق أعواناً (۲۹).

مقدمہ میں الماوردی وزیر کو اخلاق عالیہ اور عدل و انصاف کی نصیحت کرتے ہیں۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ  
وسلم اور علماء و حکماء کے اقوال کے ذریعے وزیر کی شخصیت کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔ مقدمہ کے بعد پہلی فصل  
میں وزارت کا مفہوم اس کی اقسام اور اس سے متعلقہ امور زیر بحث لائے گئے ہیں۔ (۳۰)

ادب الوزیر کی دوسری فصل (الدفاع مهمة الوزير) ہے۔ اس فصل میں الماوردی وزیر کے دفاع سے  
متعلق فرائض کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس کتاب کی تیسری فصل (من مزايا الوزير وصفاته) میں الماوردی  
وزیر کی صفات اور اس کو ایسی تدابیر بتاتے ہیں جن سے وہ اپنے آپ کو اپنے دشمنوں سے محفوظ سلامت رکھ سکتا ہے۔  
چوتھی فصل (فی الحذر) میں الماوردی وزیر کو ضروری احتیاطوں سے آگاہ کرتے ہیں پانچویں فصل وزیر کی تقرری  
سے متعلق ہے۔ چھٹی فصل معزولی سے متعلق ہے۔ ساتویں فصل وزیر تعفیذ سے متعلق ہے۔ آٹھویں فصل الرای اور  
مشورہ سے متعلق ہے۔ باقی فصول میں الماوردی نے ایسا مواد جمع کیا ہے جو وزیر کو بادشاہ کو سمجھنے اور اس کے اعتماد کو  
حاصل کرنے کے طریقوں سے متعلق ہے۔ (۳۱)

ادب الوزیر اسلامی سیاسی ادب کی منفرد کتاب ہے۔ اگرچہ وزارت اور اس سے متعلقہ امور سیاست  
الملوک کی کتابوں میں متفرق جگہوں پر ملتے ہیں لیکن شاید وزارت اور وزراء کے متعلق سارے مواد کو ایک جگہ یکجا  
کرنے کا جو کام الماوردی نے کیا ہے۔ وہ منفرد اور شاہکار ہے۔ وزارت کا ادارہ مسلمانوں کے ہاں ایرانیوں سے  
منتقل ہوا۔ اس ادارے کے قواعد و ضوابط الماوردی جیسے ماہرین نے اسلامی اصولوں کے مطابق مدون کئے۔ کتاب کا  
اسلوب مؤثر اور براہ راست ہے۔ الماوردی مخاطب کا صیغہ استعمال کر کے وزیر کو صریح الفاظ میں مشورہ دیتے ہیں،  
کبھی نصیحت کرتے ہیں اور کبھی نظم و نسق سے متعلق امور سے آگاہ کرتے ہیں۔ آج کل کے حالات میں یہ کتاب  
بہت مفید ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کتاب کا اردو اور انگریزی میں ترجمہ کیا جائے تاکہ موجودہ وزراء بھی  
اس سے استفادہ کر سکیں۔

## ⑥ سراج الملوک للإمام بکر الطرطوشی

اس کتاب کے مصنف ابو بکر محمد بن الولید بن محمد بن خلف بن سلیمان بن ایوب الفہری الطرطوشی ہیں۔ ان کا تعلق اندلس کے علاقہ طرطوش سے تھا۔ الطرطوشی سر قسطہ میں ابو الولید الباجی کے ساتھ تھے وہاں پر انہوں نے ان سے تعلیم حاصل کی جبکہ اشبیلیہ میں ابن حزم سے ادب کی تعلیم حاصل کی ۴۸۶ھ میں الطرطوشی نے مشرق کا سفر کیا۔ بغداد اور بصرہ میں ابو بکر الشاشی، ابو سعید بن متولی اور ابی محمد الجرجانی وغیرہ سے فقہ میں تفقہ حاصل کی۔ ابو بکر الطرطوشی ایک مدت تک شام میں بھی مقیم رہے۔ آپ قاضی ابو بکر بن العربی اور ابو الطاہر اسماعیل کے شاگردوں میں سے تھے۔ ایک عالم باعمل اور زاہد و تواضع شخصیت کے حامل تھے۔ ان کی تالیفات میں مختصر ”تفسیر الثعالبی، الکتاب الکبیر فی مسائل الخلاف، کتاب فی تحریم جنن الروم، کتاب بدع الامور و محمد ثاقبھا، کتاب شرح رسالۃ الشیخ ابن ابی زید“ معروف ہیں۔ ابو بکر الطرطوشی ۴۴۱ھ میں پیدا ہوئے جبکہ ۵۲۰ھ میں اسکندریہ میں ان کی وفات ہوئی۔ (۳۲)

چونکہ ابواب پر مشتمل کتاب سراج الملوک کا آغاز مصنف کے مقدمہ سے ہوتا ہے۔ مقدمہ کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے ہوتا ہے۔ پھر مصنف رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہے۔ اس کتاب کا مقدمہ سیاست الملوک پر لکھی جانے والی کتب کے منہج کو واضح کرتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان ماہرین سیاست پہلی اقوام کے احکام کو جو جی پر مشتمل نہ ہونے کی بناء پر قابل اعتناء نہیں سمجھتے تھے لیکن سیاسی امور میں ان کی مہارت اور اچھے اصولوں کو معروف اور عقل سے ہم آہنگ ہونے کی بناء پر قابل تقلید سمجھتے تھے۔ گزری ہوئی تہذیبوں کا یہی وہ حصہ ہے جو بعد میں اسلامی تہذیب کے ساتھ شامل ہو گیا اس بات کی تائید ابو بکر الطرطوشی کے درج ذیل بیان سے ہوتی ہے۔

”جب میں گذشتہ اقوام کے حالات ان کے باشاہوں کے احوال اور تدبیر مملکت کے بارے میں ان کی سیاست اور حفظ نسل کے لیے ان کے ہاں قوانین کی پاسداری کو دیکھتا ہوں تو مجھے ان میں دو چیزیں احکام اور سیاست ملتے ہیں۔ جہاں تک احکام کا تعلق ہے تو یہ حلال و حرام، بیوع، نکاح و طلاق، اجارات اور اس سے متعلقہ رسوم سے متعلق ہیں۔ یہ سب احکام وضعی ہیں جن کی بنیاد ان کی دانش ہے نہ کہ کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل

ہونے والی برہان یا دلیل اس ضمن میں انہوں نے کسی رسول کی پیروی کی اور نہ ہی ان احکام کو کسی تدبیر سے حاصل کیا۔ ان کے یہ احکام آگ کی خدمت، بت خانوں کی حفاظت اور بتوں کی پوجا پاٹ سے مستنبط ہیں اور اللہ کی مخلوق میں کوئی بھی ایسی چیزیں گھڑنے سے عاجز نہیں ہے۔ جہاں تک ان کے سیاسی اصولوں کا تعلق ہے تو ان کی پابندی کے لیے انہوں نے قوانین وضع کیے۔ جس نے ان اصولوں پر عمل کیا ان کے ہاں قابل احترام ٹھہرا۔ اور جس نے ان اصولوں کی مخالفت کی وہ ناقابل اعتماد کہلایا۔ ان کے سیاسی اصول عدل و انصاف، حسن تدبیر، امن و جنگ کی بہتر تدبیر، عوام الناس کی عزتوں اور ان کے اموال کی حفاظت کے ضامن تھے یہ ایسے اصول ہیں جس میں کوئی چیز بھی عقل کے منافی نہیں اور نہ معروف سے متضاد ہے۔“ (۳۳)

ابوبکر الطرطوشی نے اس کتاب میں جن تہذیبوں سے استفادہ کیا وہ مقدمہ میں ان کا ذکر بھی کرتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں میں نے قدیم عرب، ایرانی، رومی، ہندی، سندھی اور چینی تہذیب کے ملوک اور ان کے حکماء کا مطالعہ کیا ہے۔ اس مطالعہ کے نتیجے میں جو معلومات سامنے آئیں انہیں مصنف نے اپنی اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ کتاب کے منج کے بارے میں الطرطوشی لکھتے ہیں۔

”فانتظم الكتاب“ بحمد لله وعونه واحكمته غاية في بابہ غريبا في فنونه وأسبابه خفيف المحمل كثير الفائدة لم تسبق الي مثله أقلام العلماء ولا حالت في نظمه افكار الفضلاء ولا حوته خزائن الملوك والروساء فلا يسمع به ملك الا استكتبه ولا وزير الا استصحبه ولا رئيس الا استحسنة واستوسده عصمة لمن عمل به من الملوك وأهل الرياسة وجنة لمن تحصن به من أولى الامرة والسياسة وجمال لمن تحلى به من أهل الاداب والمحاضرة وعنوان لمن فإوض به من أهل المجالسة والمذاكرة (۳۳)

کتاب کے منج کا ذکر کرنے کے بعد مصنف تحریر کرتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کا نام سراج الملوک رکھا

ہے تاکہ بادشاہ حکماء اور وزراء کے مشوروں سے مستغنی ہو جائے۔ مقدمہ کے آخر میں مصنف امیر المؤمنین ابو عبد اللہ محمد آل امری کا ذکر کرتا ہے۔ اس ذکر سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مصنف نے یہ کتاب ابو عبد اللہ محمد آل امری کے لیے تحریر کی ہوگی۔ مقدمہ کے آخر میں مصنف اہل سیاست کے لیے علم کی اہمیت کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

فان العلم عصمة الملوك والامراء ومعقل السلاطين والوزراء لانه  
يمنعهم عن الظلم ويزدهم الى الحلم ويصدهم عن الاذية ويعطفهم  
على الرعية فمن حقهم ان يعرفوا حقه ويكرموا حملته ويستبطنوا  
اهله وما توفيقنا الا بالله (۳۵)

اس کتاب کے ابواب میں جن امور کو زیر بحث لایا گیا ہے ان میں بادشاہوں کے لیے نصیحتیں، علماء و حکماء کا بادشاہوں کے نزدیک مقام، عدل کرنے والے قاضیوں اور والیوں کی فضیلت، ریاست کے ستون، سلطان کے اوصاف محمودہ اور مذمومہ، سیاسی چالیں، وزراء کی صفات، ادب دربار، مشورہ اور اس کی اہمیت، کتمان، سرسلطان کا مختلف اہلکاروں کے ساتھ رویہ اور اس سے متعلقہ امور شامل ہیں۔ یہ کتاب اسلامی سیاسی ادب کا شاہکار ہے۔ سیاست الملوک پر تحریر کی گئی بعد کی کئی کتابوں کا مصدر ابو بکر الطرطوشی کی یہ کتاب سراج الملوک ہی ہے۔ کتاب کا ایک قدیم نسخہ مرکزی مکتبہ جامع الزیتونہ تونس میں ۴۴۱ نمبر کے تحت موجود ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ اردو اور مغربی زبانوں میں کیا جائے تاکہ آج کل کے مسلمان حکمران اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

⑦ واسطة السلوك في سياسة الملوك ليموسى بن يوسف ابو حمو بن زيان العبد الوادى  
اس کتاب کے مصنف ابو حمو موسی بن یوسف بن عبد الرحمن بن یحییٰ ۲۵ھ میں غرناطہ میں پیدا ہوئے اور ۹۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ابتدائی وقت غرناطہ میں گزارنے کے بعد ابو حمو بنی عبد الواد کے دار الحکومت تلمسان منتقل ہو گئے وہاں سے انہوں نے ابتدائی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ ۵۳ھ میں ابو حمو تونس منتقل ہو گئے۔ ۵۸ھ میں میں ابو حمو نے المغرب الاوسط کو فتح کرنا شروع کیا ۶۰ھ میں انہوں نے تلمسان میں دولت بنی زیان کی دوبارہ بنیاد ڈالی۔ ۹۱ھ میں ابوتاشیفین نے اپنے باب ابو حمو کو قتل کر دیا اور حکومت پر قبضہ کر لیا۔ ابو حمو کی حکومت ۳۱ سال تک برقرار رہی۔ (۳۶)

سیاسہ الملوک کی کتاب میں عام طور پر علماء و حکماء نے ملوک و سلاطین کے لیے تحریر کیں لیکن یہ کتاب اس لحاظ

سے منفرد ہے کہ یہ ایک بادشاہ نے خود اپنے ولی عہد کے لیے تحریر کروائی۔ اس کتاب کی حیثیت ایک آئینی دستاویز کی سی ہے۔ مصنف مقدمہ میں اس کتاب کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

”رأيت أولى ما نتحف به ولي عهدنا، ووارث مجدنا، والخليفة، ان شاء الله من بعدنا، وصايا حكمية، وسياسة عملية علمية مما يختص به الملوك وتنظم به أمورهم انتظام السلوك، ولذلك سميت هذا الكتاب بواسطة السلوك في سياسة الملوك“ (۳۷)

یہ کتاب چار ابواب میں تقسیم ہے جبکہ ابتداء میں مولف کا مقدمہ ہے۔

○ پہلا باب قواعد الملک والوصایا والآداب ہے۔ اس باب میں چار فصول ہیں ان فصول میں عدل وانصاف، عقل کی اہمیت، حفظ المال، حفظ الجیوش والأجناد والأمرء اور قواعد جیسے امور زیر بحث لائے گئے ہیں۔

○ دوسرا باب فی قواعد الملک وأركانہ وما یحتاج الیہ الملک فی قوام سلطانہ ہے اس باب میں عقل، سیاست، عدل اور جیوش کے لیے مال جمع کرنے کے قواعد شامل ہیں۔

○ تیسرا باب فی الأوصاف المحمودہ الیٰ ہی نظام الملک وجماله وبہجتہ وکمالہ پر مشتمل ہے۔ اس باب میں بھی چار قواعد ہیں پہلا قاعدہ شجاعت سے متعلق، دوسرا کرم سے متعلق تیسرا علم سے متعلق اور چوتھا عفو سے متعلق ہے۔

○ کتاب کا آخری باب فی الفراسة وہی خاتمہ السیاسة ہے۔

اس کتاب کا منبج منفرد ہے۔ کتاب دراصل باپ کی طرف سے بیٹے کے لیے وصیت ہے اس کتاب کے تحریر کروانے میں ابو جومو کا مقصد اپنے بیٹے کی سیاسی تربیت کرنا تھا چنانچہ وہ جگہ جگہ و علم، اور یابانی کا صیغہ استعمال کرتا ہے کتاب اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ مصنف کو سیاست الملوک اور قدیم ملوک کی تاریخ کا علم حاصل تھا۔ چنانچہ کتاب میں تاریخی واقعات بھی موجود ہیں خاص طور پر اس میں ابن الطرطوشی کی کتاب سراج الملوک سے بہت استفادہ نظر آتا ہے۔ بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ سراج الملوک اس کتاب کا مصدر ہے۔ کتاب کے آخر میں مصنف

نے طویل شعروں کی صورت میں اپنے بیٹے ابوتاشفین کے لیے اپنی سیاسی وصیت کی تکمیل ہے۔

### 8 الشهب اللامعة في السياسة النافعة لأبي القاسم ابن رضوان المالقي متوفى ۸۳ھ۔

آٹھویں صدی ہجری اندلس میں مسلمانوں کے زوال کی داستان ہے۔ اس صدی میں مسلمان حکمرانوں کی ناعاقبت اندیش سیاسی چالوں کی وجہ سے آہستہ آہستہ اندلس کے حصے بخرے ہوئے شروع ہو گئے اور متعدد علاقے مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلنے گئے۔ اگرچہ اس صدی میں مسلمان سیاسی طور پر زوال کا شکار تھے۔ لیکن اس کے باوجود یہ صدی علمی طور پر مسلمانوں کے لیے خوش بختی کی صدی تھی کیونکہ اسی صدی میں ابن خلدون اور ابن الخطیب جیسے نابغہ علم فن پیدا ہوئے۔

۱۸ھ میں مالقہ کے مقام پر ابو القاسم عبداللہ بن یوسف بن رضوان التجاری النخزرمی پیدا ہوئے۔ ابن رضوان کا خاندان ملوک و سلاطین کے قریب تھا۔ ان کے دادا بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ انہیں وزارت کی پیش کش کی گئی لیکن انہوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ ابن رضوان کے والد یوسف بن رضوان کو جمہوریت کی قیادت سونپی گئی وہ بھی ایک عالم اور فقیہ تھے۔ (۳۸)

علماء کے درمیان یہ سوال زیر بحث رہا ہے کہ کیا الشهب اللامعة کے مصنف ابن رضوان علوم عقلیہ کے ماہر تھے اور مزید یہ کہ کیا انہوں نے فکر اسلامی کا مطالعہ کیا تھا۔ نیز علوم سیاست پر ان کی کس حد تک دسترس تھی۔ الشهب اللامعة کا مطالعہ ان سوالات کا جواب دیتا ہے۔ اس کتاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن رضوان کے پاس اس موضوع پر وسیع علمی ذخیرہ تھا۔ اس ذخیرہ کو ابن رضوان نے اپنی کتاب کی تحریر کے دوران استعمال کیا۔

ابن رضوان کی کتاب الشهب اللامعة في سياسة النافعة کا اگرچہ ابن خلدون اور ابن الخطیب نے ذکر نہیں کیا لیکن یہ کتاب علوم سیاست کا دائرہ المعارف ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے یونانی، ایرانی، عربی اور ہندی تہذیبوں سے استفادہ کیا۔ ان تہذیبوں کے علماء سے اقوال اخذ کیے۔ علماء کا خیال ہے کہ ابن رضوان کی کتاب الشهب اللامعة قدیم سیاسی فکر کا مستند مصدر ہے۔

بعض محققین کا خیال ہے کہ ابن خلدون نے المقدمہ کی تصنیف میں الشهب اللامعة سے استفادہ کیا ہے



ابن خلدون نے ابن بطوطہ کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے محسوس ہوتا ہے کہ وہ ابن رضوان کی الشہب سے لیا گیا ہے۔ اس طرح بعض کتابیں ابن خلدون اور ابن رضوان کی مشترکہ مصدر ہیں جیسے ارسطو کی کتاب السیاسیہ اور الطرطوشی کی کتاب سراج الملوک۔ (۳۹)

الشہب اللامعہ سلطان ابی سالم کے کہنے پر لکھی گئی کتاب ہے۔ ۶۰ھ میں سلطان ابی سالم نے ابن رضوان کو یہ کتاب لکھنے کا حکم دیا تاکہ امور سیاست چلانے میں وہ اس کتاب سے مدد لے سکے۔ اگرچہ سلطان ابی سالم ۶۲ھ میں ۲۸ سال کی عمر میں قتل ہو گیا لیکن اس کی تحریک پر لکھی ہوئی یہ کتاب پیش بہا علی ذخیرہ بن گئی۔ ابن رضوان نے یہ کتاب مکمل کر کے سلطان کی خدمت میں اس کی وفات سے قبل پیش کر دی۔ یہ کتاب بنو مرین کے دور کی سیاسی اور سماجی تصویر ہے یہ کتاب اسلامی سیاسی فکر کا نمونہ ہے۔ اس کتاب کے منبج کے بارے میں ابن رضوان لکھتے ہیں:

انه يؤلف مجموعا فى علم السياسة من سياسة الملوك الأقدمين وسير  
الخلفاء الماضين وكلمات الحكماء الأولين، ما فيه غنية خاطر، ونزهة  
النادر، محتويا على طرف من التاريخ الذى تستشرف النفوس اليه،  
وتشتمل القلوب عليه، ليكون فى ذلك عوناً على تعلق الأحكام  
السياسية بالخواطر۔ انه هنا يقرر أنه سيقدم المادة۔ مادة العلم۔ من  
سياسة الملوك والخلفاء، وسيعطى آراء الحكماء الفلاسفة، وسيربط  
هذا كله بنماذج من التاريخ العام (۴۰)

یہ کتاب میں ابواب پر مشتمل ہے۔ ان ابواب میں فصول بھی ہیں۔ ابواب جن موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں ان میں فضل الحکم، بادشاہ کی مجالس کے اداب، وفود کے استقبال کے طریقے اور اسالیب، وزراء اور ان کے فرائض، حاشیہ الملوک کی اہمیت۔ وفاء بالعہود کی حیثیت وغیرہ کے موضوعات شامل ہیں۔ الشہب اللامعہ فی السیاسیة النافعة سیاسة الملوک کی عظیم کتاب ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آج کے مسلمان حکمران بھی اپنی سیاسی تدابیر کے لیے راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

## 9 بدائع السلک فی طبائع الملک لابن الأزرق

سیاسة الملوک کی یہ اہم کتاب ابن الأزرق (۴۱) کی تحریر کردہ ہے۔ مصنف نے اس کتاب کو چار اجزاء میں تقسیم کیا ہے۔ الكتاب الاول میں سلطنت اور خلافت کی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دو ابواب میں تقسیم ہے خلافت اور ریاست کے علاوہ اس میں حکمرانی کی مختلف اقسام کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ الكتاب الثاني میں ارکان مملکت اور اس کے قواعد کا بیان ہے۔ الكتاب الثالث میں سلطان کی ذمہ داریوں اور فرائض کا ذکر ہے جبکہ الكتاب الرابع میں سلطان اور ملک کے لیے موجود خطرات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

ابن الأزرق کی یہ کتاب سياسة الملوک کا اہم مصدر ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے قبل از اسلام کی تہذیبوں کے علاوہ تورات و انجیل کو بھی بطور مصدر استعمال کیا ہے۔ مصنف نے اس کتاب کی تصنیف میں منفرد اسلوب اختیار کیا ہے۔ کتاب کو ابواب التطور اور متعدد مقاموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سیاسی اصولوں کو بیان کرتے ہوئے مصنف نے تاریخی واقعات اور معروف حکمرانوں کے طرز عمل سے بھی استشہاد لیا ہے۔ کتاب کے شروع میں ابن الأزرق نے خلافت اور ملوکیت میں فرق کو بیان کیا ہے جبکہ بعد کے مباحث میں ایسے اصول بیان کئے ہیں جن کی پیردی سے بہتر سیاسی مقاصد کا حصول ممکن ہو جاتا ہے۔

## 10 التبر المسبوك فی نصیحة الملوک للإمام أبی حامد الغزالی (متوفی ۵۰۵ھ)

ابو حامد الغزالی کی یہ معروف کتاب سياسة الملوک کی بنیادی کتب میں شمار کی جاتی ہے۔ امام الغزالی نے اس کتاب کو چھ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

○ پہلا باب اصل الأیمان سے متعلق ہے۔ اس باب میں اسلامی عقائد خالق کائنات کی حقیقت و امتیازات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت اور آپ ﷺ کے ذکر کو شامل کیا گیا ہے نیز عدل و انصاف سے متعلقہ دس اصول بیان کیے ہیں۔ ان اصولوں کے بیان کے بعد امام الغزالی نے ملوک کی سیاست میں عدل کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔

○ التبر المسبوك کا دوسرا باب ”سیرة الوزراء“ اور ان کی سیاست سے متعلق ہے

- تیسرا باب ”کتاب“ اور ان سے متعلقہ ادب سے ہیں۔
- چوتھا باب ”ملوک“ سے متعلق ہے۔
- جبکہ پانچواں باب ”حکماء“ کی حکمت سے متعلق ہے۔
- چھٹا باب ”عقل“ سے متعلق ہے۔
- جبکہ ساتویں باب میں ”خواتین“ کا ذکر ہے۔

امام الغزالی اس کتاب میں براہ راست سلطان سے مخاطب ہوئے ہیں۔ اور اس سے کہتے ہیں:

اعلم ايها السلطان أنك مخلوق ولك خالق وهو خالق العالم وجميع ما في العالم، وأنه لا شريك له، فرد لا مثل له، كان في الأزل وليس لكونه زوال (۴۲)

امام الغزالی نے یہ اسلوب ساری کتاب میں اختیار کیا ہوا ہے۔ وہ بادشاہوں و وزیروں اور سرکاری اہلکاروں سے براہ راست مخاطب ہو کر انہیں نصیحت کرتے ہیں اور ان کے طرز عمل کی اصلاح کے لیے راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ امام الغزالی کا اسلوب اس کتاب میں براہ راست اور سادہ ہے اور وہ واضح انداز میں سیاست کو شریعت کے تابع کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ سیاست ملوک کی دوسری کتابوں کی طرح اس کتاب میں بھی اسلامی تہذیب کے علاوہ دوسری تہذیبوں سے استفادہ نظر آتا ہے۔

سیاست الملوک کے مجال میں مذکورہ بالا کتب کے علاوہ مندرجہ ذیل مصادر کو بھی بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

- ۱) سياسة الملوك از ابو دلف قاسم بن عيسى بن ادريس بن معقل البغدادي الوزير (متوفى ۲۲۵ھ)
- ۲) كتاب السياسة لأبي القاسم حسين بن علي بن الحسين الوزير المغربي (متوفى ۴۱۸ھ)
- ۳) سلوان المطالع لمحمد بن عبد الله بن محمد بن ظفر.
- ۴) حسن السلوك في مواعظ الملوك لأبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الحوزي البغدادي (متوفى ۵۴۷ھ)
- ۵) كتاب السياسة لعبد الرحمان بن يوسف بن رضوان المالقي متوفى ۸۴ھ

- (۶) تحفة الولاة والأمرء الأكابر في أساس السياسات الدينية والدينية والأدب الفاخر از محمد بابی الترمکی.
- (۷) النجوم الزاهرة في ملوک مصر والقاهرة از جمال الدين أبي المحاسن يوسف بن تغرى (متوفى ۸۷۴ھ)
- (۸) آداب الملوك از أبو منصور عبد الملك بن محمد بن اسماعيل الثعالبي (متوفى ۴۲۹ھ)
- (۹) التاج في اخلاق الملوك از أبو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ (متوفى ۲۵۵ھ)
- (۱۰) الوزراء والكتاب از أبو عبد الله محمد بن عبدوس الجهشياري (متوفى ۳۳۱ھ)
- (۱۱) آثار الآول في ترتيب الدول از حسن بن عبد الله العباسي ۱۰۷ھ.
- (۱۲) الجواهر الثمين في سير الخلفاء والملوك والسلاطين از محمد بن أيد مر العلائي ابن دقماق ت ۸۰۹ھ.
- (۱۳) العقد الفريد للملك السعيد از أبو سالم محمد بن طلحة أبو زيد متوفى ۲۵۲ھ.
- (۱۴) كتاب الفخرى في الأدب السلطانية والدول الإسلامية از ابن طباطبا محمد بن علي المعروف بابن الطقطقى ۷۰۴ھ
- (۱۵) سياسة نامه از نظام الملك الحسن بن علي بن اسحاق طوسی متوفى ۴۸۵ھ
- (۱۶) تسهيل النظر وتعجيل الظفر في أخلاق الملك وسياسة الملك از الماوردى
- (۱۷) كتاب السياسة أو الإشارة في تدبير الإمارة از أبو بكر محمد بن الحسن المرادى
- (۱۸) الابريز المسبوك في كيفية أدب الملوك لعبد الله بن عبد الرحمن بي كتاب صلاح الدين ايوبي کے لیے تحریر کی گئی۔
- (۱۹) منهج السلوك إلى نصيحة الملوك للدمهوري أحمد بن عبد المنعم حسن.
- (۲۰) كتاب السياسة والأحكام لأبي المكارم زين الدين بن مصطفى بن حبيب الحنفى متوفى ۱۱۴۶ھ.

## خاتمہ:

اس مقالہ میں ذکر کی گئی کتابوں کے منہج سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتابیں السیاسة الشرعیہ سے مختلف اسلوب پر تحریر کی گئی ہیں۔ اگرچہ بعض فہارس میں سیاسة الملوک کی کتابوں کو السیاسة الشرعیہ کے ذیل میں ہی درج کیا جاتا ہے لیکن دونوں نوعیت کی کتابوں میں بنیادی فرق ہے۔ السیاسة الشرعیہ کی کتابیں اصول فقہ کی بنیاد پر مرتب کی گئیں ہیں۔ ان کتابوں میں احکام السیاسة والریاسة اور خلفاء وامراء سے متعلق جو قواعد و ضوابط درج ہیں وہ فقہ اسلامی کے معروف منہج کے مطابق قرآن و سنت یا فقہ اسلامی کے دوسرے مصادر سے مستنبط ہیں۔ جبکہ سیاسة الملوک کی کتابوں میں ہر قسم کے مصادر کو استعمال کیا گیا ہے۔ فقہ کی بنیاد چونکہ وحی پر ہے اس لیے السیاسة الشرعیة کی کتابوں میں زیادہ تر استنباط قرآن و سنت سے ہے۔ جبکہ سیاسة الملوک کی کتابوں میں قرآن و سنت کے علاوہ دوسرے مصادر اور خاص طور پر دوسری تہذیبوں سے واضح استفادہ نظر آتا ہے۔ سیاسة الملوک کی کتابوں میں اس منہج کی نشاندہی ابو بکر الطرطوشی نے سراج الملوک میں کی ہے جس میں انہوں نے ذکر کیا ہے کہ قبل از اسلام اور اسلام کی معاصر تہذیبوں میں جو چیزیں بھی معروف اور مقاصد شریعہ سے ہم آہنگ تھیں ان کو سیاسة الملوک کے ادب میں شامل کیا گیا ہے۔

سیاسة الملوک کے حوالے سے مسلمانوں نے چینی، ہندی فارسی، قدیم عربی، رومن اور یونانی تہذیب کے ایسے عناصر جو اسلامی اصولوں کے مطابق مباح کے درجے میں آتے تھے۔ گہرے مطالعہ کے بعد اسلامی سیاست میں شامل کرنے کے لیے منتخب کیے۔ اس بارے میں احتیاط یہ کی گئی کہ صرف ایسی چیزوں کو ہی اسلامی سیاسی ادب میں شامل کیا گیا جو نہ صرف اسلامی اصولوں سے مطابقت رکھتی تھیں بلکہ اقتصادی، جغرافیائی اور دفاعی پہلوؤں سے بھی مسلمان علاقوں سے مطابقت رکھتی تھیں۔

سیاسة الملوک کے مصنفین نے بلا تعصب غیر اسلامی اقوام کے عادل حکمرانوں کی خوبیوں کا اعتراف بھی کیا اور ان کی سیاسی حکمت عملیوں کو سراہا بھی ہے۔ یہ کتابیں مسلمان حکمرانوں کے خواہش پران کے وزیروں اور مشیروں نے مرتب کیں۔ ان کتابوں میں جو کچھ لکھا گیا یہ اس دور کے مسلمان حکمرانوں کی عملی ضرورتیں تھیں۔ ان کتابوں میں دیئے گئے اصولوں کے مطابق ہی مسلمانوں نے سیاسی اور انتظامی اداروں کو منظم کیا۔

اس لحاظ سے سیاست الملوک کے ادب کی عملی اور نظری اہمیت ہے۔ یہ نہ صرف اسلامی سیاسی اور انتظامی اداروں کے ارتقاء کی تاریخ ہے بلکہ مسلمانوں نے جس طرح دوسری تہذیبوں سے اخذ و استنباط کر کے اسلامی تہذیب و تمدن کے سیاسی و انتظامی پہلو کو منظم کیا اس کا مطالعہ بھی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سیاست الملوک کے ادب کا روایت اور درایت جائزہ لیا جائے اور دور حاضر میں مسلمانوں کے ہاں سیاسی اور انتظامی اصلاحات کا تعین کرتے ہوئے ترقی یافتہ مغربی سیاسی اور انتظامی تجربوں کے ساتھ ساتھ اسلامی ثقافت کے اس ذخیرہ سے بھی استفادہ کیا جائے۔

## حواشی و حوالہ جات

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھئے۔

Abdul Hamid A. Abu Sulayman, "Towards an Islamic Theory of International Relations: New Directions for Methodology and Thought (virginia: International Institute of Islamic Thought, 1994) P. 60-61

۲۔ احمد محمد الخولی، ادب السياسة فی العصر الاموی، دار نهضة مصر للطبع والنشر، ۱۹۶۹ء، ص: ۳-۴۔

3- Seyyed Hossein Nasr, Science and Civilization in Islam (New York: New American Library, 1968), P.30.

4- Seyyed Hossein Nasr, Knowledge and Sacred (New York: Suny, 1989) P.67-69.

۵۔ موسیٰ بن یوسف ابو حموی زیان العبدالوادی، واسطۃ السلوک فی سياسة الملوک تحقیق، عبد الرحمن عون، محمد المذاہبی (تیونس، ۱۹۸۲ء)، ص: ۳۔

۶۔ موسیٰ بن یوسف، م۔ن۔ج: ۶۔

۷۔ عبداللہ بن ہارون خلفاء بنو عباس میں سے ساتویں خلیفہ تھے ان کا لقب المامون تھا۔ اسلامی تاریخ کے عظیم حکمرانوں میں شامل ہیں۔ مامون محدثین و علماء سے قرب رکھتے تھے ان کے دور میں کئی یونانی کتابیں عربی میں ترجمہ کی گئیں۔ مامون کا دور حکومت ۱۹۳ھ تا ۲۱۸ھ ہے۔

تفصیل کے لیے دیکھئے الطبری (ابو جعفر محمد بن جریر)، تاریخ الأمم والملوک، دار الفکر للطباعة ونشر بیروت، ۱۹۷۹ء، ص: ۲۲۶/۱۰؛ البغدادی (ابو بکر احمد بن علی الخطیب) تاریخ بغداد او مدینة السلام، دار الكتاب العربی، بیروت، ص: ۱۰۰/۱۸۳۔

۸۔ ابو زکریا یحییٰ بن ماسویہ ۲۲۳ھ/۸۵۷ء میں فوت ہوئے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے انہیں دارالترجمہ کا امین بنایا ہوا تھا۔ ہارون الرشید کے بعد انہوں نے المامون اور المعتمد کے ساتھ بھی کام کیا ان کی متعدد تصنیفات ہیں جن میں مضار الأعدیة، الفصول الحکمیة اور النوادر الحکمیة معروف ہیں۔

دیکھئے کحالة (عمر رضا)، معجم المؤلفین (تراجم مصنفی الکتب العربیة) مکتبہ المشنی، بیروت۔  
دار احیاء التراث العربی، بیروت، ص: ۲۶۳/۱۳۔

۹۔ ابو یزید حنین بن اسحاق بلخند ادی ۲۶۰ھ میں فوت ہوئے۔ حنین الحویرة کے نصاری میں سے تھے۔ عربی، سریانی، یونانی اور فارسی زبانوں کے ماہر تھے ان کی معروف مؤلفات میں الأغذیة اور تاریخ العالم شامل ہیں۔ دیکھئے۔ کحالة، مُعجم المؤلفین، ص: ۸۸، ۸۷/۴۔

۱۰۔ موسی بن یوسف، واسطة السلوک، ص: ۶۔

۱۱۔ جمال الدین ابو بکر الخوارزمی، کتاب مفید العلوم ومبید الهموم، المطبعة الشرفیة ۱۹۰۹ء، ص: ۶۔

۱۲۔ الخوارزمی، م۔ن۔م: ۱۳۳ تا ۱۳۳۔

۱۳۔ م۔ن۔م: ۲۶۹ تا ۲۵۴۔

۱۴۔ م۔ن۔م: ۲۴۰۔۲۴۱۔

۱۵۔ م۔ن۔م: ۲۴۱۔۲۴۷۔

۱۶۔ م۔ن۔م: ۲۴۸۔۳۳۵۔

۱۷۔ ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبة الدینوری، آئند ادب، وتاریخ اور نحو ہیں۔ ان کا شمار کثیر التصانیف مصنفین میں ہوتا ہے۔ بغداد میں پیدا ہوئے بعد میں کوفہ میں مقیم رہے۔ الدینور کے قاضی بھی رہے ۲۱۳ھ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ۲۸۶ھ میں بغداد میں ان کی وفات ہوئی ان کی اہم تصانیف میں تأویل مختلف الحدیث، أوب الکاتب، المعارف، کتاب المعانی، عیون لأخبار وغیرہ شامل ہیں۔

۱۸۔ مسلم ابن قتیبة، الأمانة والسیاسة، تحقیق طه محمد الزینی، دارالمعرفة، بیروت. ص: ۱۴۰/۹۔

۱۹۔ م۔ن۔م: ۲۵۔۲۸۔

۲۰۔ دیکھئے

Hilal Al-Sabi, Rusum Dar Al-Khilafah (The Rules and Regulations of the Abbasid Court) Translated into English by Elie. A Salem, Beirut 1977.

۲۱۔ ابن الفراء ابو علی الحسین بن محمد، کتاب رسل الملوک ومن یصلح للرسالة والسفارة، تحقیق صلاح الدین المنجد، مطبعة لجنة التألیف والترجمة والنشر، القاهرة، ۱۹۴۸ء، ص: ۷۔

۲۲۔ م۔ن۔م: ۷۔

۲۳۔ م۔ن۔م: ۱۔

۲۴۔ م۔ن۔م: ۱۔۶۔

۲۵۔ م۔ن۔م: ۹۔۲۲۔

۲۶۔ م۔ن۔م: ۳۰۔۵۳۔



۲۷۔ م۔ن، ص: ص کل۔

۲۸۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

ابن خلکان (ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر) متوفی ۲۸۱ھ، وفیات الاعیان و أبناء الزمان، تحقیق احسان عباس، دارالثقافة، بیروت. ص: ۲۸۲/۳، ابن الجوزی (ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد) متوفی ۵۹۷ھ، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، الطبع الاول مطبعة دائرة المعارف العثمانية، حیدر آباد دکن ۱۳۵۸ھ، ص: ۱۹۹/۸؛ ابن العماد (ابو الفلاح عبد الحی بن العماد الحنبلی) متوفی ۱۰۸۹ھ) شذرات الذهب فی اخبار من ذهب، دار المسيرة، بیروت. ۱۹۷۹، ص: ۲۸۵/۳.

۲۹۔ الماوردی، ادب الوزير المعروف بقوانين الوزارة وسياسة الملك، مكتبة الخانجي، طبع اول. ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۹ء، ص: ۳.

۳۰۔ ادب الوزير ص: ۱۲-۹

۳۱۔ م۔ن، ص: ۱۵-۲۰۔

۳۲۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

المقری (أحمد بن محمد المقری التلمسانی متوفی ۱۰۴۳ھ)، فح الطیب من غضن الأندلس الرطب و ذکر وزیر هالسان الدین ابن الخطیب تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید، مصر ۱۹۳۹. ابن بشکوال (أبو القاسم خلف بن عبد الملك متوفی ۵۷۷ھ/ ۱۱۸۳م) الصلة فی تاریخ أئمة الأندلس و علمائهم و محدثهم و فقہانهم و أدبائهم. ط ۱۸۸۲ھ، ص: ۱۲۰.

۳۳۔ ابو بکر الطرطوشی (أبو بکر بن الوید من محمد بن خلف)، سراج الملوک، المطبعة الوطنية ۱۲۸۹ھ الاسكندرية، ص: ۶.

۳۴۔ م۔ن، ص: ۷۔

۳۵۔ م۔ن، ص: ۸۔

۳۶۔ کمال، مجمل المؤلفین، ص: ۱۳/۵۰-۵۱۔

۳۷۔ موسی بن یوسف ابو حمو بن زیان البغدالوادی، واسطة السلوک فی سياسة الملوک، ص: ۱۹.

۳۸۔ ابن الاحمر، کتاب مستودع العلامة و مبتدع العلامة، تحقیق محمد بن تاویت التطوانی، ص: ۵۲.

۳۹۔ ابو القاسم ابن رضوان المالقی متوفی ۷۸۳ھ، الشهب اللامعة فی السياسة النافعة دارالثقافة، المغرب ۱۹۸۲ء، ص: ۳۲.

۴۰۔ م۔ن، ص: ۳۶۔

۴۱۔ أبو عبد اللہ محمد بن الأزرق الوادائي ۸۴۶ھ میں فوت ہوئے۔ غربی القاد اور غرطانتہ میں قاضی رہے۔ ان کی ایک اور معروف کتاب

کتاب حسن مفید ہے دیکھئے نیل الابتهاج، دار الکتب العلمیة بیروت، ص: ۳۲۴.

۴۲۔ أبو حامد الغزالی، التبر المسبوك في نصيحة المملوك www.alwarry.com، مكتبة الكليات الأزهرية.

مصر. ۱۳۸۷ھ، ص: ۱.